یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شائع ہوتا ہے

REGISTERED. L. No 359

اخبار اہلحدیث امرتسر

سنت نبوی مصطفٰے کی گفتار · مرشد دیگر کی کا قول و کردار · جز سنت دیگر کو تو نقل کیا ہے · باوہم و خطا کار و کم کیا ہے

جلد ۴ · نمبر ۲۵

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہر حال پیشگی آنی چاہیے

(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ واپس ہونگے

(۳) نامہ نگاروں کے مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے۔

شرح قیمت

گورنمنٹ عالیہ سے سالانہ عہ

والیان ریاست سے ۔ ستے

رؤسا و جاگیرداروں سے ۔ عہ

عام خریداروں سے ۔ ۲

غیر ممالک سے ۔ ۵ شلنگ

۔ ششماہی ۳ شلنگ

انڈیا والوں سے ۔ ۲

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام اخبار اہلحدیث امرتسر ہو۔

یوم جمعہ ماہ رمضان مورخہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۵ ہجری

امرتسر کی صفائی

قابل توجہ جناب پریزیڈنٹ صاحب و ممبران میونسپل کمیٹی

اگرچہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں۔ اور ایک معقول تجویز بتلا چکے ہیں۔ مگر باوجود معقول ہونے کے بھی میونسپل کمیٹی نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ تاہم ہم اپنی تجویز کی معقولیت پر بھروسہ کرکے بار بار کمیٹی کو متوجہ کرتے ہیں۔ اور صاحب پریزیڈنٹ کو خاصکر توجہ دلاتے ہیں کہ امرتسر کی صفائی جیسی کہ چاہیے نہیں ہے جیسے لوکل اخبارات کمیٹی کو توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ مگر اہلحدیث جو تجویز پیش کرتا ہے وہ جبتک اس پر عمل نہ ہوگا صفائی خاطر خواہ نہ ہوگی۔ وہ تجویز یہ ہے۔ کہ ایک دیسی افسر خاص اس منصب کیلئے مقرر کیا جائے کہ اس کے پاس اہالی شہر اپنے اپنے علاقوں کی صفائی کی شکایت تحریری یا زبانی پہنچا دیں۔ اس افسر کے ماتحت چند ایک بہتہ اور بہشتی موجود رہیں۔ شکایت پہنچتے ہی افسر مذکور اپنے ماتحتوں کو بھیجکر صفائی کرا دے اور اس محلہ کے متعلقہ صفائی کی رپورٹ کرے۔ اس افسر کا فرض ہو کہ شکایت پہنچتے ہی تعمیل کرے۔ اس کا دفتر شہر کے وسط یا کمیٹی کے دفتر کے قریب ہو جہاں صبح سے شام تک وہ یا اس کا کوئی قائم مقام حاضر رہے۔ صورت موجودہ میں یہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا

اگر کسی محلہ میں غلاظت ہوتی ہے تو اہالی محلہ اس کا کوئی فوری علاج نہیں کر سکتے عملہ صفائی کہیں نظر نہیں آتا۔ سکرٹری کو خط لکھیں۔ تو کئی کئی روز لگ جاتے ہیں، پھر بھی کوئی نتیجہ نہیں۔ بعض دفعہ ہم نے دیکھا ہے کہ سر بازار غلاظت کی گاڑی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ لوگ آتے جاتے ہیں ناک دبا کر چلتے بنتے ہیں۔ اگر ایسا انتظام ہو کہ ایک افسر خاص اس قسم کی شکایات سن کر انتظام کرنے کے لئے ہو۔ خواہ زبانی شکایات ہوں یا تحریریں دستی ہوں یا بذریعہ ڈاک تو کبھی یہ تکلیف نہ ہو۔ غضب تو یہی ہے۔ کہ کوئی سنتا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب متفق ہیں کہ حفظان صحت کے لئے صفائی کی ضرورت ہے مگر امرتسر کی کمیٹی ہے کہ سب ڈاکٹروں کے خلاف اپنی پالیسی رکھتی ہے۔ لیکن اہلحدیث بھی بحکم قرآنی رحمت خدائی سے کبھی ناامید نہیں ہو سکتا اس کہنے سے کبھی نہیں رکیگا۔ اسی لئے سب کمیٹی صفائی کے ممبران کے پاس بنام یہ پرچہ بھیجا گیا ہے سہ

در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

[illegible]

اطلاع ضروری:۔ چونکہ جناب مولوی محمد صاحب ... دہلوی انتقال کر گئے ہیں۔ اس وجہ سے ... جو ... ہیں ان سے متعلقہ حساب ... [illegible]

[illegible]

کریگا۔ اور ظاہر روایت یہ ہے۔ کہ جب اسکے ہم عمر ساتھی مرجائیں۔ تو اس کی موت کا حکم دیا جاوے۔ اور یہ مذہب دلائل ذیل پر مبنی ہے۔

اوّل۔ قولہ تعالیٰ۔ پارہ ۵۔ رکوع ۱ والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم جس کا ترجمہ یہ ہو کہ تم پر حرام ہیں خاوند والی عورتیں مگر وہ جن کے مالک ہوئے تمہارے ہاتھ۔ یعنی جو عورتیں دار الحرب سے پکڑی ہوئی ہوں جو وہ اگر خاوند والی بھی ہوں۔ تو تم پر حرام نہیں ہیں۔ اس استدلال سے صاف روشن ہے۔ کہ دار الحرب سے پکڑی ہوئی عورتوں کے سوا کوئی خاوند والی عورت دوسرے کیلئے ہرگز جائز نہیں۔ رکھی گئی اگر مفقود کی عورت سے نکاح جائز ہوتا۔ تو ما ملکت ایمانکم کے بعد اس کو ضرور بڑھایا جاتا یا اور کہیں اشارۃً و کنایۃً ہی سہی اس کا ذکر کیا جاتا۔

اس عبارت میں مضمون نگار نے دعویٰ اور اس کی ایک دلیل دی ہے۔ دعوے کا خلاصہ تو یہ ہے۔ کہ مفقود الخبر کے گم ہونے سے نوے برس یا ہم عمروں کے مرنے کے بعد اس کی بیوی نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ دلیل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر آپ کی تقریر کو صحیح سمجھا جائے تو آپ کی پیش کردہ دلیل سے آپ کا مذہب مرقوم باطل ہوتا ہے۔ ہم آپ ہی کے قول کی یوں تشریح کرتے ہیں۔ کہ اگر مفقود الخبر کی بیوی سے نوے سال یا ہم عمروں کے انتقال کے بعد نکاح جائز ہوتا۔ تو والمحصنٰت کے بعد اس کو ضرور بڑھایا جاتا۔ یعنی یوں ہوتا۔ الا بعد کون ازواجھن مفقودہ تسعین سنۃ او موت اقرانھم جب نہیں تھا تو ثابت ہوا کہ نوے سال اور ہم عمروں کے انتقال کی کوئی حد نہیں بلکہ جبتک وہ عورت نوجوان رہیگی وہ کو یاد کرتی رہے اور روتی چلاتی اپنی عزیز جوانی کو برباد کرے۔ اگر اس سے منہ اجائز تو پھر کیا کرے اس کا جواب ہم دینگے۔ تو ہمارے دوست خفا ہونگے۔ اسلئے بہتر ہے کہ وہی دیں۔

خیریت ہے فاضل مضمون نگار کی پہلی دلیل کا جب یہ حال ہے کہ بجائے اثبات مدعا کے ابطال مدعا کرتی ہے۔ تو باقی دلائل کو ناظرین خود ہی اندازہ لگا لیں ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اب ہم بتلاتے ہیں۔ کہ آپ کا یہ طرز استدلال خود حنفی علماء اصول کے مقرر قواعد کے (جن کے مذہب کی حمایت میں آپ اس مسکینہ پر ظلم کر رہے ہیں) نہ صرف برخلاف ہے بلکہ مردود ہے۔

حنفیہ علماء اصول نے کلام سے استدلال کے چار طریقے بتلاتے ہیں۔ عبارت اشارۃ۔ دلالت۔ اقتضاء النص (ان کا مفصل ذکر مضمون اجتہاد اور تقلید میں آچکا ہے) ان کے علاوہ جس قدر طرق استدلالات ہیں۔ وہ علماء حنفیہ کے نزدیک غلط بلکہ فاسد ہیں۔ چنانچہ اصول کی معتبر اردو کی کتاب حسامی میں ہے کہ ومن الناس من عمل فی النصوص بوجوہ اُخر فاسدۃ عندنا۔

پس آپ بتلایئے کہ آپ کا یہ استدلال طریق مذکورہ میں سے کونسی قسم ہے عبارت النص ہے یا اشارت النص۔ دلالت النص ہے یا اقتضاء النص (ہر ایک کی تعریفات مع مثالوں کے ہمارے مضمون اجتہاد اور تقلید میں گذر چکی ہیں) اگر ان میں سے کوئی ہے تو مع تعریف تعیین کیجئے۔ اگر نہیں تو پھر اس کے فاسد اور کاسد ہونے میں کیا شک ہے ہمیں حیرانی ہے۔ کہ اہلحدیث کے مقابلہ پر ہمارے بھائیوں کو کیسی کیسی مشکلیں پیش آتی ہیں۔ کہ کہتے کہتے اپنے مسلمہ اصول کے جن پر فخر کیا کرتے ہیں بھی خلاف کہہ جاتے ہیں۔ سچ ہے ؎

اُس نقش پا کے سجدے نے یاں تک کیا ذلیل میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل چلا

ہاں یاد آیا۔ کہ آپ تو مقلد ہیں اور مقلد کی شان تو صرف یہ ہے کہ اپنے امام کی بتلائی ہوئی دلیل کو نقل کرے۔ استدلال کرنا اس کا کام نہیں۔ پس کیا آپ بتلا سکتے ہیں۔ کہ آپ کے امام نے اس دعویٰ پر آیت موصوفہ کو دلیل بنایا ہے اگر نہیں بنایا بلکہ آپ کا اپنا استدلال ہے۔ تو آپ کے غیر مقلد ہونے میں کیا شک ہے۔ مفلسک حسنہ۔

روشن دل ماشاد (باقی دارد)

قادیانی کرشن جی جان چھڑاتے ہیں

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا

کرشن جی نے خاکسار کو مباہلہ کیلئے بلایا۔ جس کا جواب اہلحدیث ۹ اپریل میں مفصل دیا گیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ میں حسب اقرار خود تمہارے کذب پر حلف اٹھانے کو طیار ہوں۔ بشرطیکہ تم پہلے یہ بتلا دو کہ اس حلف کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اسکے جواب میں کرشن جی نے ایک اشتہار دیا ہے۔ جو بقول شخصے سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ اس اشتہار کو اہلحدیث میں درج کرنے کی ہم سے درخواست کی ہے۔ ہماری تو پہلے ہی سے عادت ہے۔ کہ ہم خائنوں اور غداروں کی طرح مخالف کے کلام میں تصرف نہیں کیا کرتے۔ بلکہ اس کو اسی کے الفاظ میں تمام و کمال نقل کیا کرتے ہیں۔ یہ تو کرشن جی وغیرہ کی عادت ہے کہ اپنے مخالف کے کلام کو پورا نقل نہیں کرتے بلکہ اس میں تصرف بیجا اور حیل و لطائف لگا کر ٹیپ بجاتے ہیں۔ کہ یہودیوں کے بھی کان کتر جاتے ہیں۔ اشتہار نہو

تو مولوی غلام دستگیر اور مولوی اسمٰعیل صاحب علیگڈھی مرحومین کا قصہ یاد کیجئے۔ بہر حال کرشن قادیانی کا اشتہار یہ ہے:۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں۔ اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں۔ اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں۔ اور مسیح موعود ہوں۔ تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں۔ تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں۔ اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے۔ کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔ جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی

نے آپ اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف جا رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنو! مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا اور اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا اور وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ وغیرہ آیات بتا رہی ہیں الآیہ۔ اور سنو! بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ جن کے صاف یہی معنی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں۔ پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو۔ کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی۔ کیوں نہ ہو دعویٰ تو مسیح کرشن اور محمد ہونے کا بلکہ خدائی کا ہو اور قرآن میں یہ لیاقت ہو۔ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وغیرہ

زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین ٭

بالآخر مولوی صاحب سے ملتمس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ٭

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید۔ مرقومہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ہجری ٭

جواب:۔ اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ کرشن جی دعا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مر جائے۔ اس جواب میں آپنے کئی طرح سے دجل اور فریب سے کام لیا ہے۔

(اول) یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔

(دوم) یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم مر گئے۔ تو تمہارے دام افتادہ "خس کم جہاں پاک" کہہ کر یہ عذر کریں گے۔ کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہیں تھا بلکہ محض دعا تھی۔ یہ بھی کہہ دیں گے۔ کہ دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت نوح کی دعا قبول نہ ہوئی۔ بلکہ وہ آپ ہی کی دعاؤں میں بہت سی مثالیں دیدینگے کہ قبول نہیں ہوئیں۔ آپ نے تین سال کے اندر فیصلہ ہو جانے کی دعا کی تھی۔ جو قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ نے لکھا تھا کہ اگر یہ قبول نہ ہوئی تو میں اپنے آپ کو کافر۔ مردود۔ کذاب اور دجال سمجھوں گا جس کی تفصیل گذشتہ نمبر میں ہو چکی ہے۔

(سوم) یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مر گیا۔ تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ جبکہ (بقول آپ کے) مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم مولوی اسمٰعیل علیگڈھی مرحوم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسی طرح سے مر گئے ہیں۔ تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک اسی طرح اگر یہ واقعہ بھی ہو گیا۔ تو کیا نتیجہ؟

(چہارم) آپنے بڑی چالاکی یہ کی۔ کہ یہ دیکھا کہ ان دنوں طاعون کی شدت ہے۔ خصوصاً صوبہ پنجاب میں سب صوبوں سے زیادہ ہے بالخصوص پنجاب کے دار السلطنت لاہور میں جو امرتسر سے بہت قریب ہے۔ یہ کیفیت ہے۔ کہ مُردوں کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے اور کوئی آج اگر ہے تو کل کا اعتبار نہیں اور دیکھنے میں بھی ایسا ہی آیا ہے۔ کہ جو صبح تو یہ نہیں۔ جو ہے تو وہ نہیں۔ ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض جہاز کے ملاح کی دعا کی طرح ہے۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ جہاز ڈوبنے لگا ہے تو بلند آواز سے کہہ دیا کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ جہاز نہیں ڈوبے گا جس سے اس کی یہ غرض تھی کہ اگر ڈوب گیا۔ تو سب مر جائیں گے۔ کون میرے کذب پر مجھے الزام دیگا اور اگر بچ رہا تو سارے معتقد ہو جائیں گے۔ یہی چال تمہاری ہے۔ کہ اگر ثناء مر گیا۔ تو تمہاری چاندی ہے۔ اور اگر خود بدولت خس کم جہاں پاک ہو گئے۔ تو کوئی قبر پر لات مارنے آئے گا؟

(پنجم) تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں۔ پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانیں گے۔

(ششم) آپنے ایک چالاکی یہ کی۔ کہ پہلے تو صرف طاعون یا ہیضہ سے موت کی دعا کی مگر اخیر میں اگر یہ بھی کہہ دیا کہ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اس تعمیم کرنے سے آپ کی غرض وہی ہے جو آتھم کے معاملہ میں آپ نے ظاہر کی تھی۔ کہ موت کی پیشگوئی جب جھوٹی نکلی۔ تو بات بنالی۔ کہ چونکہ وہ امرتسر سے فیروزپور تک چلا گیا اور جھنجھٹ رہا۔ یہی موت کے برابر ہے۔ چہ خوش ہے

من خوب مے شناسم پیران پارسا را

(ہفتم) آپ نے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہلحدیث ۱۹ اپریل کے فقرہ نمبر ۳ میں لکھا تھا۔ کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں۔ اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں۔

مرزائیو! بتلا سکتے ہو۔ یہ تہافت اور تخالف کیوں ہے ایک ہی ہفتہ میں اتنا اختلاف کیوں ہوا؟ سچ ہے لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔

ان مضمون کے متعلق آئندہ کسی پرچہ میں ہم ایک مفصل مضمون لکھیں گے۔ جس میں آپ کا اور آپ کے دام افتادوں کا بخیہ ادھیڑیں گے۔ انشاء اللہ ٭

مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق معاف اٹھانے کو طیار ہوں اگر تم اُس حلف کے نتیجہ سے مجھے اطلاع دو۔ اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔

مرزائیو! تمہارا گرو اور تم کہا کرتے ہو۔ کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں۔ کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے؟ بتلاؤ تو انعام لو ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو۔ شیم بشرم نشیم۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب اپنے ماتحتوں کو حکم دینگے کہ اپنے اخباروں میں میرا جواب بھی تمام نقل کر دیں۔

معذرت:۔ ہم نے ناظرین سے وعدہ کیا تھا۔ کہ کرشن جی نے الہامات اور پنڈت گردھاری لال لاہوری نجومی کی پیشگوئیوں کا ہر مہینے مقابلہ کیا کریں گے۔ مگر کرشن جی کے دیگر مضامین کی وجہ سے وہ مقابلہ لکھا ہوا ملتوی رہا۔ آئندہ انشاء اللہ نکلے گا۔

تصحیح:۔ ۱۹۔ اپریل کے پرچہ میں بصفحہ اول کالم سطر ۲۸ میں جو یہ عبارت ہے "کہ ہم اپنے وطن کے ذمہ دار ہیں" اُس میں "وطن" کی بجائے "نفس" پڑھنا چاہیئے۔ وطن غلط ہے۔

ہندوستان میں بے چینی اور گورنمنٹ کی خاموشی

(خوشی سے نہ دو دکھ درگفتن نمے آید)

آج کل ہندوستان کی ہندو کمیونٹی میں جو بے چینی اور خودداری کے خیالات ترقی پر ہیں۔ اُن کو دیکھکر ایک مدبر یہ رائے قائم کر سکتا ہے۔ کہ اس کی ابتدا تو عشق ہے۔ روتا ہے کیا۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

ہندوؤں کے اخبار گورنمنٹ ہند کے حق میں تو رنج اور غصہ ظاہر کرتے ہی تھے۔ مگر ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے۔ کہ اب اس غصہ کا تھرمامیٹر ترقی کر کے شاہ معظم تک بھی پہنچ گیا ہے چنانچہ ایک اخبار کے چند ایک فقرے ہم نقل کرتے ہیں۔

"پنجابی شوشنبو کا کھلا چٹھا"
"ملک معظم غافل بادشاہ کے نام"

شاہا مجھے افسوس ہو کہ میں تمہیں غافل کے نام سے خطاب کیا ہے تو جانتا ہے مجھے بھی

لاپرواہ گنہگار اور ظالم غرضیکہ جو کچھ بھی کہتا کم تھا۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں تیرے گورنر بہادر جنہیں دشمن حکومت کہنا کسی طرح بھی بیجا نہیں مجھے نارض ہوکر میرا الٹنڈا کونڈی نہ چھین لیں ورنہ تمہیں موجودہ وقت میں ظالم ثانی لکھنا کچھ غیر مناسب نہیں۔ غافل شاہا! معلوم نہیں تو کس غفلت میں پڑا ہے اور تجھے کس شراب بیخودی نے مدہوش رکھا ہے۔ تیری ہندی رعایا سخت تکلیف میں ہے۔ تیرے مٹھی بھر گوروں نے اپنی سفید کو تاہ اندیشی سے انہیں اسقدر تنگ کر رکھا ہے کہ وہ تنگ آمد بجنگ آمد کے مسئلے کو سیکھنے کی کوشش میں ہیں۔ ان کو مجبوراً یہ سبق دیا جاتا ہے۔ کہ "اینٹ کا جواب پتھر" کیونکہ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں سیدھے ہوتے" اور یہ نشانہ داتی خطا نہیں ہوا۔ بلکہ یہ گر گوروں کو سیدھا کرنے کیلئے بالکل درست ثابت ہوا۔ اور یہ سچ پوچھو۔ تو اس جیسا منتر اور بھی نہیں شاہا سنو اور غور سے سنو! ہر طرف سے

ظلم! ظلم!! ظلم!!!

کی صدائیں آرہی ہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ تو کس بھروسے پر لمبی نیند سو رہا ہے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا ایمانا سچا خیرخواہ شوشنبو تجھے کوئی بڑی خبر سنانے پر مجبور ہو۔ غافل شاہا! میں نے تجھے جن الفاظ سے یاد کیا ہے شاید گستاخی ہو۔ اور انہیں سخت خیال کیا جاوے۔ مگر کیا تو غافل نہیں کہ تجھے اپنی اتنی بڑی سلطنت کی کچھ خبر نہیں کیا تجھے لاپرواہ کہنا غلطی ہے۔ کہ تو اپنی سب سے وفادار اور جان نثار رعایا کو ناراض و ناخوش کر رہا ہے تو ظالم ہے جب تیری رعایا پر ظلم ہوتا ہے چاہے وہ لارڈ منٹو سے ہو یا سر ابنزاتن سے یا ان کے نشاگرد رشید عالیجناب مسٹر مارلے صاحب بہادر کی طبع آزمائی کا نتیجہ اور تو سب سے بڑا گنہگار ہے۔ کہ تیری وفادار بیکس و ناچار رعایا دکھ سہہ رہی ہے۔ میں حیران ہوں تجھے کس طرح نرم گدیلوں پر آرام سے نیند پڑ جاتی ہے جب تیری لکھوکھا بلکہ کروڑ ہا غریب رعایا سردی سے ٹھٹھر کر فاقہ کشی سے جان توڑ رہی ہے۔ تو کیا پتھر کا بنا ہوا ہے کہ ان دلدوز آہوں سے جو دکھی رعایا کے سینوں کو چیرتی ہوئی منہ سے نکلے۔ غافل شاہا! یاد رکھ اگر تو نے ان آہوں سے بچنے کی کوشش نہ کی تو یہ رنگ لائے بغیر نہ رہیں گی۔

اسی طرح کے بلکہ اس سے بھی تیز تیز فقرے ہیں جن کا نقل کرنا ہم پسند نہیں